تقلید و اتباع

از افادات علامہ ابن القیم رحمۃ اللہ

تقلید کی تین قسمیں ہیں۔ ایک قسم کی تقلید حرام ہے۔ دوسری واجب ہے۔ اور تیسری جائز ہے مگر واجب نہیں۔

تقلید حرام کی بھی تین قسمیں ہیں۔

ایک یہ کہ بزرگوں سے جو طریقہ چلا آتا ہو، انسان اسی کی پیروی کیے چلا جائے اور سرے سے اس بات کی تحقیق ہی نہ کرے کہ خدا اور رسول کا حکم کیا ہے۔

دوسرے یہ کہ انسان کسی ایسے شخص کی تقلید کرے جس کے متعلق وہ نہ جانتا ہو کہ آیا وہ اس قابل بھی ہے یا نہیں کہ اس کی بات مانی جائے۔

تیسرے یہ کہ انسان کسی شخص کی تقلید کا ایسا پابند ہو کہ جب اس کے قول کے خلاف دلیل و حجت قائم ہو جائے تب بھی وہ اسی کی پیروی پر جا رہے۔ اس تیسری قسم کے مقلد اور پہلی قسم کے مقلدین میں فرق یہ ہے کہ پہلا شخص تو علم نہیں رکھتا اس لیے تقلید کرتا ہے، اور یہ علم رکھتا ہے، حجت اس پر ظاہر ہو جاتی ہے، پھر بھی تقلید کی بندش سے نہیں نکلتا۔ اس لحاظ سے یہ زیادہ لائق مذمت ہے۔

اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ نے اپنی کتاب پاک میں متعدد مقامات پر ان تینوں قسم کی تقلیدوں کی برائی بیان فرمائی ہے، چنانچہ ارشاد ہے۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ	اور جب ان سے کہا گیا کہ پیروی کرو اس حکم کی جو خدا نے نازل کیا ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم تو

اٰبَآءَنَا اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْئًا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ (البقرہ: ۲۱)

اسی طریقہ کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے۔ اگر ان کے باپ دادا کچھ نہ جانتے ہوں اور طریقہ ہدایت پر نہ ہوں تب بھی کیا وہ انہی کی پیروی کئے جائیں گے؟

وَكَذٰلِكَ مَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِىْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَا اِنَّا وَجَدْنَا اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ قٰلَ اَوَلَوْ جِئْتُكُمْ بِاَهْدٰى مِمَّا وَجَدْتُّمْ عَلَيْهِ اٰبَآءَكُمْ (الزخرف: ۲)

اور ایسا ہی ہوتا رہا ہے کہ جب ہم نے تم سے پہلے کسی بستی میں کوئی ڈرانے والا بھیجا تو اس بستی کے خوش حال لوگوں نے یہی کہا کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک طریقہ پر پایا اور ہم انہی کے قدم بہ قدم چلے جا رہے ہیں۔ اور پیغمبر نے ان سے کہا کہ اگر میں تمہارے باپ دادا کے طریقہ سے بہتر طریقہ تمہیں بتا دوں تو کیا پھر بھی تم انہی کی پیروی کیے چلے جاؤ گے؟

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ قَالُوْا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا (المائدہ: ۱۴)

اور جب کبھی ان سے کہا گیا کہ آؤ اس چیز کی طرف جو خدا نے اتاری ہے اور آؤ رسول کی طرف تو انہوں نے یہی کہا کہ ہمارے لیے وہ طریقہ کافی ہے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے۔

اس مضمون کی دوسری آیات بھی قرآن میں بکثرت وارد ہوئی ہیں جن میں ایسے لوگوں کی مذمت کی گئی ہے جو تقلید اسلاف پر قناعت کر لیتے ہیں اور خدا کی نازل کی ہوئی ہدایت کی طرف توجہ نہیں کرتے۔[1]

[1] اگر کوئی یہ کہے کہ ان آیات میں تو ان لوگوں کی مذمت کی گئی ہے جو اپنے گمراہ اور کافر اسلاف کی پیروی کرتے تھے، پھر تم نے کس طرح ان آیات کو ایسے لوگوں پر چسپاں کر دیا جو علماء مجتہدین کی پیروی کرتے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے خود حکم دیا ہے کہ جو کچھ تمہیں معلوم نہ ہو اسے اہل علم سے پوچھو۔ فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ - اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دراصل تقلید کی اس نوعیت کو برا ٹھیرایا ہے کہ انسان خدا کی

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ اور یہ ظاہر ہے کہ تقلید علم نہیں ہے۔ جیسا کہ اہل علم بالاتفاق کہتے ہیں۔

ایک دوسری جگہ ارشاد ہے:

قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَاَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطَانًا وَّاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ (الاعراف: ۴)

کہو کہ میرے پروردگار نے تو حرام کیا ہے بے حیائی کے کاموں کو خواہ وہ کھلے ہوں یا چھپے اور گناہ کو اور ناروا زیادتی کرنے کو اور اس بات کو کہ تم خدا کے ساتھ کسی ایسی چیز کو شریک ٹھیراؤ جس کے لیے اس نے کوئی دلیل نہیں اتاری اور یہ کہ تم خدا کے بارے میں کوئی ایسی بات کہو جس کا تمہیں علم نہیں۔

اور ایک جگہ فرمایا:-

اِتَّبِعُوْا مَا اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖ اَوْلِيَآءَ (الاعراف ۱)

پیروی کرو اس ہدایت کی جو تمہاری طرف تمہارے پروردگار سے نازل ہوئی ہے اور اس کے سوا اپنے بنائے ہوئے پیشواؤں کی پیروی نہ کرو۔

اس آیت میں صرف خدا کی نازل کردہ ہدایت کی پیروی کا حکم دیا گیا ہے اور مقلد کا حال یہ ہے کہ وہ جانتا ہی نہیں کہ جس چیز کی پیروی وہ کر رہا ہے وہ خدا کی طرف سے ہے یا نہیں۔ بلکہ ایک قسم کا مقلد

تکملہ حاشیہ صفحہ ۲۰۷ نازل کی ہوئی ہدایت سے بے پروا ہو کر انسانوں کی پیروی کرنے لگے۔ تقلید کی یہی نوعیت ہے جس کے مذموم اور حرام ہونے پر سلف صالح اور ائمۂ اربعہ کا اتفاق ہے۔ رہی یہ تقلید کہ کوئی شخص اللہ کی نازل کردہ ہدایت کی اتباع کی کوشش کرے اور اس کے احکام کو سمجھنے میں ایسے لوگوں کی طرف رجوع کرے جو اس سے زیادہ علم رکھتے ہوں تو ایسی تقلید مذموم نہیں ہے جیسا کہ آگے چل کر ہم تقلید واجب اور تقلید جائز کی بحث میں بیان کریں گے۔

تو ایسا ہے کہ جب دلیل و حجت سے اس پر یہ واضح ہو جاتا ہے کہ اس کے پیشوا کا قول خدا کی نازل کردہ ہدایت کے خلاف ہے تب بھی وہ اس کی پیروی سے باز نہیں آتا۔ پس یہ کھلا ہوا اتباعِ غیر منزّل ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْئٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ کُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِکَ خَیْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِیْلًا (النساء : ۸)

پھر اگر تمہارے درمیان کسی چیز میں اختلاف ہو جائے تو اس میں خدا اور رسول کے حکم کی طرف رجوع کرو اگر تم اللہ اور یوم آخر پر ایمان رکھتے ہو یہی طریقہ بہتر ہے اور انجام کے اعتبار سے بھی اچھا ہے۔

اس آیت میں ہم کو اللہ اور اس کے رسول کے سوا کسی اور کی طرف رجوع کرنے سے منع کیا گیا ہے اس سے بھی تقلید کا ابطال ہوتا ہے۔

پھر فرمایا:-

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تُتْرَکُوْا وَلَمَّا یَعْلَمِ اللّٰہُ الَّذِیْنَ جَاھَدُوْا مِنْکُمْ وَلَمْ یَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَلَا رَسُوْلِہٖ وَلَا الْمُؤْمِنِیْنَ وَلِیْجَۃً (التوبہ : ۲)

کیا تم نے یہ گمان کیا ہے کہ تم چھوڑ دیے جاؤ گے حالانکہ اللہ نے ابھی تک آزما کر نہیں دیکھا کہ تم میں سے کون ہیں جنہوں نے جہاد کیا اور اللہ اور اس کے رسول اور جماعت مومنین کے سوا کسی غیر کو اپنا معتمد علیہ نہیں بنایا۔

اور ظاہر ہے کہ اس سے بڑھ کر ولیجہ[1] اور کیا ہوگا کہ کوئی شخص کسی کو اللہ اور اس کے رسول اور تمام امت کے کلام پر مختارِ کل بنادے، اور ان سب پر اس کو مقدم ٹھیرائے، اور کتاب اللہ، سنتِ رسول، اجماعِ امت، سب کو اس کے قول پر پیش کرے، پھر ان میں سے جو کچھ اس کے قول کے موافق ہو اس کو اس بنا پر قبول کرے کہ وہ اس کے موافق ہے، اور جو اس کے قول کے خلاف ہو اسے رد کرنے کے لیے حیلے تلاش کرے، دلیلیں ڈھونڈے، اور کسی نہ کسی بہانے سے اس کو رد کر کے ہی چھوڑے۔ اگر یہ بھی ولیجہ نہیں

[1] ولیجہ اس کو کہتے ہیں جس کو انسان اپنا معتمد علیہ بنائے۔

تو ہم نہیں جانتے کہ پھر وسیلہ اور کیا چیز ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:-

يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُولُونَ يَا لَيْتَنَا أَطَعْنَا اللَّهَ وَأَطَعْنَا الرَّسُولَا ۝ وَقَالُوا رَبَّنَا إِنَّا أَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَاءَنَا فَأَضَلُّونَا السَّبِيلَا۔ (الاحزاب: ۸)

جس دن آگ میں ان کے چہروں کو الٹ پلٹ کیا جائے گا تو وہ کہیں گے کہ اے کاش ہم اطاعت کرتے اللہ کی اور اطاعت کرتے رسول کی اور وہ کہیں گے کہ پروردگار! ہم نے اپنے سرداروں اور اپنے بڑے لوگوں کی اطاعت کی اور انہوں نے ہم کو گمراہ کر دیا۔

یہ آیت بھی تقلید کا بطلان کرتی ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ اس میں تو ایسے لوگوں کی مذمت ہے جو گمراہ کرنے والوں کی تقلید کریں، پھر تم نے اسے ان لوگوں پر کیوں چسپاں کر دیا جو راہ راست کی طرف ہدایت کرنے والوں کی تقلید کرتے ہیں؟ تو ہم کہیں گے کہ اس کا جواب خود سوال ہی میں موجود ہے یہ ظاہر ہے کہ ہدایت اس کے سوا کچھ نہیں جسے اللہ نے نازل کیا اور اس کے رسول نے بیان فرمایا۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ کسی شخص کے ہادی اور مہتدی ہونے کا صحیح علم اسی کو ہو سکتا ہے جو خود ہدایت کا علم رکھتا ہو۔ اب اگر کوئی شخص یہ علم رکھتے ہوئے کسی کو ہادی و مہتدی جانتا ہے اور اس کی پیروی کرتا ہے تو وہ مقلد ہی نہیں ہے اور اگر وہ اس علم سے بہرہ ور نہیں تو اسے یہ معلوم ہی کیونکر ہوا کہ کون راہ راست کی طرف ہدایت کرتا ہے اور کون راہ کج کی طرف۔ وہ تو خود اپنے اقرار کے بموجب جاہل اور گمراہ ہے۔ کتاب و سنت کے علم سے ناواقف ہو کر وہ جس کی بھی پیروی کرے گا اندھی پیروی کرے گا۔ اس کا رہبر جدھر جائیگا وہ بھی اندھوں کی طرح اس کے پیچھے چلا جائے گا۔ خواہ وہ سیدھے راستہ پر جائے یا غلط راستہ پر۔

مقلدین کہتے ہیں کہ دین کے معاملات میں جن ائمہ کی ہم تقلید کرتے ہیں ان کے ہدایت پر ہونے کا تم خود اقرار کرتے ہو، پھر جب وہ ہدایت پر ہیں تو ان کی تقلید کرنے والے بھی قطعاً ہدایت پر ہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ تمہارا ان کے پیچھے آنکھیں بند کر کے چلنا خود ان کے اپنے طریقے کے بھی تو قطعاً خلاف ہے ان کا طریقہ یہ تھا کہ وہ حجت کا اتباع کرتے تھے اور اندھی پیروی سے روکتے تھے، جیسا کہ ہم آگے چل کر خود انہیں کے اقوال سے ثابت کریں گے۔ پس جو شخص حجت کو ترک کرتا ہے اور اس چیز کا ارتکاب کرتا ہے جس سے خود انہوں نے اور ان سے پہلے اللہ اور اس کے رسول نے منع کیا ہے، وہ یقیناً ان کے طریقہ پر نہیں ہے بلکہ ان کا مخالف ہے۔ ان کے طریقہ پر تو وہی شخص ہے جو حجت کا اتباع کرے اور دلیل کے آگے سر جھکائے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی انسان کو کتاب و سنت پر مختار نہ ٹھیرائے۔

یہیں سے یہ حقیقت بھی واضح ہو جاتی ہے کہ جو شخص تقلید اور اتباع کو ایک چیز قرار دیتا ہے وہ غلط فہمی میں مبتلا ہے یا قصداً تلبیس کرتا ہے۔ تقلید در اصل اتباع سے مختلف چیز ہے۔ خود اللہ اور اس کے رسول نے ان دونوں کے درمیان فرق کیا ہے اور اہل علم نے ہمیشہ اس فرق کو ویسا ہی ملحوظ رکھا ہے جیسا کہ ان دونوں کی حقیقتوں میں فرق ہے۔ اتباع کے معنی یہ ہیں کہ تم نے جس شخص کو اپنا پیشوا ٹھیرایا ہے اس کے طریقہ پر چلو اور جو کچھ وہ کرتا تھا وہی تم کرو۔ علامہ ابن عبد البر نے اپنی کتاب جامع بیان العلم میں ایک مستقل باب اس موضوع پر لکھا ہے جس کا عنوان ہے۔ فساد التقلید ونفیہ والفرق بینہ وبین الاتباع۔ اس میں انہوں نے تقلید اور اتباع کے فرق پر خوب بحث کی ہے۔ لکھتے ہیں:

"اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی کتاب میں ایک سے زیادہ مقامات پر تقلید کی مذمت کی ہے۔ مثلاً فرمایا۔ اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ[1] حذیفہ اور دوسرے بزرگوں سے مروی ہے کہ اس آیت میں احبار اور رہبان کو خدا بنا لینے سے مراد یہ نہیں ہے کہ وہ لوگ خدا کو چھوڑ کر ان کی عبادت کرنے لگے تھے، بلکہ مراد

[1] انہوں نے اپنے احبار (علماء) اور رہبان (مشائخ) کو خدا کے بجائے اپنا رب بنا لیا۔

یہ ہے کہ انہوں نے خدا کی کتاب اور اس کے احکام سے بے پروائی اختیار کی اور اپنے احبار اور راہبوں پر اتنا اعتماد کر لیا کہ جس چیز کو انہوں نے حلال ٹھیرادیا اسے حلال اور جس کو حرام ٹھیرا دیا اسے حرام سمجھنے لگے۔ عدی بن حاتم کی روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جب حاضر ہوا تو میرے گلے میں صلیب لٹکی ہوئی تھی حضور نے فرمایا اے عدی اس کو پھینک دے یہ بُت ہے۔ حضور اس وقت سورۂ براۃ تلاوت فرما رہے تھے، پڑھتے پڑھتے جب آپ اس آیت پر پہنچے اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ تو میں نے عرض کیا، یارسول اللہ ہم نے تو ان کو خدا نہیں بنایا۔ حضور نے فرمایا "ضرور بنایا ہے۔ کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ خدا نے جسے حرام ٹھیرایا اسے تمہارے احبار و رہبان حلال ٹھیرا دیتے ہیں اور تم اسے حلال مان لیتے ہو، اور خدا نے جسے حلال ٹھیرایا اسے وہ حرام کر دیتے ہیں اور تم اس کو حرام سمجھ لیتے ہو؟" میں نے عرض کیا یہ تو صحیح ہے۔ آپ نے فرمایا "بس یہی ان کی عبادت اور بندگی ہے"[۵۱] ابوالبختری نے اس آیت کی تفسیر میں کہا ہے کہ اگر ان کے احبار اور رہبان ان سے کہتے کہ تم خدا کو چھوڑ کر ہماری عبادت کرو تو وہ ان کی اطاعت نہ کرتے۔ مگر جب انہوں نے خدا کے حلال کیے ہوئے کو حرام اور اس کے حرام ٹھیرائے ہوئے کو حلال قرار دیا تو وہ اس باب میں ان کی اطاعت پر راضی ہو گئے۔ یہی چیز ربوبیت ہے۔ وکیع نے سفیان اور اعمش سے اور انہوں نے حبیب بن ابی ثابت سے اور انہوں نے ابوالبختری سے نقل کیا ہے کہ حضرت حذیفہ سے اس آیت پر سوال کیا گیا کہ نصاریٰ اپنے احبار اور رہبان کی عبادت کب کرتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا کہ عبادت تو نہیں کرتے تھے، مگر ان کے حلال کو حلال اور ان کے حرام کو حرام ضرور مانتے تھے۔

۵۱ یہ حدیث مسند امام احمد اور ترمذی میں تفصیل کے ساتھ آئی ہے۔

"پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَكَذٰلِكَ مَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ فِي قَرْيَةٍ مِّن نَّذِيرٍ إِلَّا قَالَ مُتْرَفُوهَا إِنَّا وَجَدْنَا آبَاءَنَا عَلَىٰ أُمَّةٍ وَإِنَّا عَلَىٰ آثَارِهِم مُّقْتَدُونَ قَالَ أَوَلَوْ جِئْتُكُم بِأَهْدَىٰ مِمَّا وَجَدتُّمْ عَلَيْهِ آبَاءَكُمْ اس طرح جب باپ دادا کی تقلید نے ان کو ہدایت قبول کرنے سے روک دیا تو انہوں نے رسولوں سے صاف کہدیا کہ إِنَّا بِمَا أُرْسِلْتُم بِهِ كَافِرُونَ (ہم اس پیغام کو نہیں مانتے جسے تم لائے ہو) ایسے ہی لوگوں کے حق میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

إِذْ تَبَرَّأَ الَّذِينَ اتُّبِعُوا مِنَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا وَرَأَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْأَسْبَابُ وَقَالَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا لَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّأَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوا مِنَّا كَذٰلِكَ يُرِيهِمُ اللَّهُ أَعْمَالَهُمْ حَسَرَاتٍ عَلَيْهِمْ (البقرہ:۲۰)

وہ ایسا دن ہوگا کہ جن کی پیروی کی گئی ہے وہ اپنے پیرووں سے براءت ظاہر کریں گے اور اپنی آنکھوں سے عذاب دیکھیں گے اور ان کے درمیان سب تعلقات ٹوٹ جائیں گے اور پیروی کرنے والے کہیں گے کہ کاش ہم کو ایک موقع اور ملتا تو ہم ان سے اسی طرح تبری کرتے جس طرح انہوں نے ہم سے تبری کی ہے۔ یوں اللہ ان کے اعمال ان کے سامنے لائیگا اور وہ پیکر حسرت بن جائیں گے۔

پھر اللہ تعالیٰ اہل کفر کی مذمت کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيلُ الَّتِي أَنتُمْ لَهَا عَاكِفُونَ قَالُوا وَجَدْنَا آبَاءَنَا لَهَا عَابِدِينَ۔ (انبیاء: ۵)

ابراہیم نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا کہ یہ کیسی مورتیں ہیں جن کے تم گرویدہ ہو رہے ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ان کی پرستش کرتے پایا ہے۔

اور دوسری جگہ ارشاد ہے :-

وَقَالُوا رَبَّنَا إِنَّا أَطَعْنَا سَادَتَنَا وَ
كُبَرَاءَنَا فَأَضَلُّونَا السَّبِيلَا (الاحزاب)

اور انہوں نے کہا کہ خدایا ہم نے اپنے سرداروں اور اپنے بڑوں کی اطاعت کی تھی اور انہی نے ہم کو گمراہ کیا

اس قسم کی آیات قرآن میں بہت ہیں جن میں باپ دادا اور سرداران قوم کی تقلید کو برا کہا گیا ہے۔ علماء تقلید کے ابطال میں انہی آیات سے استدلال کرتے ہیں اور اس امر کا لحاظ نہیں کرتے کہ یہ آیات جن لوگوں کے حق میں آئی ہیں وہ کافر تھے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دراصل جو چیز مذمت کے قابل ہے اور جس کی مذمت قرآن میں کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ انسان خدا کی دی ہوئی روشنی سے آنکھیں بند کر کے کسی کے پیچھے ہو لے اور کچھ نہ دیکھے کہ وہ کدھر جا رہا ہے حتیٰ کہ اگر اس کا پیشوا کفر کرے تو یہ بھی کافر ہو جائے، اور اگر وہ گناہ کرے تو یہ بھی گناہ کرنے لگے اور اگر وہ کسی مسئلہ میں خطا کرے تو یہ بھی اس خطا میں گرفتار ہو جائے۔ اسی مذہبی تقلید کے اعتبار سے کفار کی تقلید کرنے والوں اور اہل ایمان کی تقلید کرنیوالوں کے درمیان مشابہت واقع ہوتی ہے دونوں میں مدارج کا فرق ضرور ہے، ایک زیادہ بری ہے اور دوسری کم، لیکن نوعیت دونوں کی ایک ہی ہے، اور دونوں جگہ یہی چیز بنائے فساد ہے۔ کفار جو کفر کے خطرے میں مبتلا ہوئے تو اسی وجہ سے ہوئے کہ انہوں نے خدا کی ہدایت سے بے پروا ہو کر اپنے آپ کو انسانوں کے حوالے کر دیا اور آنکھیں بند کر کے اُن کے پیچھے چلنے لگے نتیجہ یہ ہوا کہ ان کے رہبر جوں جوں خدائی ہدایت سے ہٹتے گئے، یہ بھی ان کے ساتھ ساتھ ہٹتے چلے گئے۔ یہاں تک کہ جب انہوں نے کفر کی حد میں قدم رکھا تو یہ بھی ان کے پیچھے پیچھے اُسی حد میں پہنچ گئے۔ پس جو لوگ خود آنکھیں کھول کر خدائی ہدایت کو نہیں دیکھتے، اور بالکل دوسرے انسانوں پر اعتماد کر لیتے ہیں۔ وہ دراصل اپنے آپ کو اسی خطرے میں ڈالتے ہیں جس میں پچھلی اُمتیں

مبتلا ہو کر گمراہ ہو چکی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِلَّ قَوْمًا بَعْدَ اِذْ هَدٰىهُمْ حَتّٰى يُبَيِّنَ لَهُمْ مَّا يَتَّقُوْنَ " اللہ کسی قوم کو ہدایت دینے کے بعد کبھی گمراہی میں نہیں ڈالتا جب تک کہ انہیں واضح طور پر یہ نہ بتادے کہ انہیں کس چیز سے بچنا چاہیے "

آگے چل کر علامہ ابن عبد البر لکھتے ہیں:۔

" جب مذکورہ بالا دلائل سے تقلید کا بطلان واضح ہو گیا تو لازم آیا کہ اُن اصول کو تسلیم کیا جائے جنہیں تسلیم کرنا واجب ہے۔ وہ اصول کیا ہیں؟ اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت، اور جو کچھ ان دونوں سے استدلال کر کے ماخوذ ہو "

اس کے بعد علامہ نے وہ حدیث نقل کی ہے جسے کثیر بن عبد اللہ بن عمرو بن عوف نے اپنے باپ سے اور انہوں نے اپنے باپ سے روایت کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ارشاد سنا ہے :۔

انی لا اخاف علی امتی من بعدی الا اعمال ثلثة۔ قالوا وما ھی یا رسول اللہ۔ قال اخاف علیھم من زلة العالم ومن حکم جائر ومن ھوی متبع۔

میں اپنے بعد اپنی امت کے لیے تین چیزوں سے ڈرتا ہوں وہ بد ترین ہی اعمال ہیں لوگوں نے پوچھا وہ کیا ہیں یا رسول اللہ؟ آپ نے فرمایا میں ڈرتا ہوں عالم کی لغزش سے اور ظالم کے حکم سے اور ہوائے نفس کی پیروی سے۔

اور اسی اسناد سے یہ روایت بھی منقول ہے کہ حضور نے فرمایا :۔

ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما تمسکتم بھما کتاب اللہ وسنة رسولہ۔

میں نے تمہارے درمیان دو چیزیں ایسی چھوڑی ہیں کہ اگر تم ان کو تھامے رہو تو کبھی گمراہ نہ ہو گے۔ اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت

مصنفین اہل السنۃ نے عموماً ابطال تقلید کے ساتھ عالم کی لغزش کا ضرور ذکر کیا ہے کیونکہ تقلید کا فساد اسی سے واضح ہوتا ہے۔ ظاہر ہے کہ رسول کے سوا کوئی انسان بھی معصوم نہیں خواہ وہ کتنے ہی بڑے درجہ کا انسان ہو۔ اور جب وہ معصوم نہیں تو ضرور ہے کہ اس سے کہیں نہ کہیں لغزش سرزد ہو۔ اسی بنا پر یہ جائز نہیں کہ اس کے قول کو بلا دلیل وحجت تسلیم کیا جائے اور اس کی بات کو وہ درجہ دیا جائے جو معصوم کی بات کو دینا چاہیے۔ یہی چیز ہے جس کی مذمت تمام علما نے کی ہے اور اسے حرام ٹھیرایا ہے اور اس کے مرتکبین کی مذمت کی ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ مقلدین جن فتنوں اور بلاؤں میں مبتلا ہوتے ہیں ان کی جڑ یہی ہے۔ وہ ایک عالم کی تقلید اُن چیزوں میں بھی کرتے ہیں جن میں اس سے لغزش ہوی ہے اور اُن چیزوں میں بھی جن میں اس سے لغزش نہیں ہوی۔ صحیح اور غلط کے درمیان وہ تمیز کرنے کی کوشش ہی نہیں کرتے، بلکہ تمیز کرنے کی ضرورت بھی نہیں سمجھتے ..... نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے دین کو خطا کے ساتھ لیتے ہیں، اور ناگزیر طور پر اُسی غلطی میں مبتلا ہوجاتے ہیں جس میں یہود و نصاری مبتلا ہوے، یعنی اللہ کے حلال کیے ہوے کو حرام اور اس کے حرام ٹھیراے ہوے کو حلال کرلینا اور اُن چیزوں کو مشروع بنالینا جن کو خدا نے مشروع نہیں کیا۔ جب کوئی شخص کسی غیر معصوم انسان کی تقلید اپنے اوپر لازم کرے گا اور بلا دلیل وحجت اس کی پیروی کرے گا تو لامحالہ یہ صورت ضرور پیش آئے گی اور کوئی چیز اس کو پیش آنے سے نہ روک سکیگی۔

بیہقی وغیرہ نے انہی کثیر بن عبداللہ بن عمرو سے مرفوعاً یہ روایت نقل کی ہے کہ اتقوا ذلۃ العالم وانتظروا فیئتہ۔ (عالم کی لغزش سے بچو اور غلطی سے اس کے رجوع کا انتظار کرو) نیز بیہقی ہی نے دوسری حدیث مسعود بن سعد سے نقل کی ہے جسے یزید بن ابی زیاد نے مجاہد سے اور انہوں نے ابن عمر سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اِنَّ اشد ما اتخوف علی امتی ثلاث میں اپنی امت کے حق میں سب سے زیادہ جن چیزوں سے

زلۃ عالم و جدال منافق بالقرآن ودنیا تقطع اعناقکم۔　ڈرتا ہوں وہ تین ہیں۔ عالم کی لغزش اور منافق کا قرآن سے استدلال اور وہ دنیا جو تمہاری گردنیں کاٹنے لگے۔

اور یہ ظاہر ہے کہ عالم کی لغزش سے خوف کی وجہ اس کے سوا کچھ نہیں کہ لوگ اس لغزش میں اس کی تقلید کرنے لگیں گے اور وہ بہت سے لوگوں کو غلطی میں مبتلا کر دے گی۔ اگر تقلید کا خوف نہ ہوتا تو کسی عالم کی لغزش میں اس کے لیے خوف کرنے کی کوئی وجہ نہ تھی۔

شعبی کی روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا "دنیا کو بگاڑنے والی تین چیزیں ہیں۔ گمراہ کرنے والے سردار۔ اور منافق کا قرآن سے استدلال۔ اور عالم کی لغزش۔

بیہقی نے ایک اور حدیث نقل کی ہے جس کو حماد بن زید نے مثنیٰ بن سعید سے اور انہوں نے ابو العالیہ سے نقل کیا ہے کہ ابن عباس نے فرمایا پیروی کرنے والوں کے لیے عالم کی لغزشوں میں بڑا خطرہ ہے پوچھا گیا وہ کیا؟ انہوں نے جواب دیا کہ عالم ایک بات اپنی رائے سے بیان کر دیتا ہے پھر اس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی ارشاد پہنچ جاتا ہے جس کی بنا پر وہ اپنی پہلی رائے سے رجوع کر لیتا ہے۔ مگر پیروی کرنے والا اس کے پہلے قول ہی کا اتباع کیے چلا جاتا ہے۔

تمیم الداری کا قول ہے کہ عالم کی لغزش سے بچو۔ پوچھا گیا اس میں ڈرنے کی کیا چیز ہے؟ انہوں نے کہا یہ کہ عالم لغزش کرے اور لوگ اس کے پیچھے چل پڑیں اس لیے کہ بسا اوقات عالم کو خود اپنی غلطی پر تنبہ ہو جاتا ہے اور وہ اس سے رجوع کر لیتا ہے مگر لوگ اسی غلطی پر قائم رہتے ہیں۔

شعبہ نے عمرو بن مرہ سے اور انہوں نے عبداللہ بن سلمہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت معاذ بن جبل نے ایک مرتبہ تقریر کرتے ہوئے فرمایا "اے قوم عرب! تم تین خرابیوں کا کیا علاج کرو گے، ایک وہ دنیا جو تمہاری گردنیں کاٹنے لگے، دوسرے منافق کا قرآن سے استدلال

تیسرے عالم کی لغزش؟" لوگ خاموش رہے۔ حضرت معاذ نے پھر فرمایا عالم کی لغزش کا علاج یہ ہے کہ کوئی عالم اگر ہدایت پر بھی ہو تب بھی اندھے بن کر اپنے دین کو بالکل اس کے ہاتھ میں نہ دے دو۔ اور اگر وہ غلطی میں پڑا ہوا ہو تو اس کے مقابلہ میں تحمل کو ہاتھ سے نہ دو کیونکہ مومن ایک دفعہ فتنہ میں پڑجاتا ہے، پھر اس سے توجہ کرلیتا ہے۔ رہا قرآن تو وہ ایک منارہ ہے جیسے راستوں میں منارے ہوتے ہیں کہ وہ کسی سے مخفی نہیں ہوتے پس جو بات تم کو قرآن سے معلوم ہو جائے اس کو کسی سے نہ پوچھو اور جس میں تمہیں شک ہو اسے جاننے والے سے پوچھ لو۔ رہی دنیا تو فلاح وہی پا سکتا ہے جسے خدا کی طرف سے قناعت کی توفیق مل جائے۔ ورنہ حریص کی پیاس تو کبھی دنیا سے بجھ نہیں سکتی۔

اسی کے قریب قریب حضرت سلمان فارسی کا قول بھی ہے جسے ابوالبختری نے روایت کیا ہے۔ اور ابن عبدالبر کا بیان ہے کہ حکمار نے عالم کی لغزش کو کشتی کے ٹوٹنے سے تشبیہ دی ہے۔ اس لیے کہ کشتی جب ڈوبتی ہے تو اس کے ساتھ ایک خلقت کی خلقت ڈوب جاتی ہے۔ اس قول کو نقل کرنے کے بعد ابن عبدالبر کہتے ہیں کہ جب یہ صحیح اور ثابت ہے کہ عالم سے خطا اور لغزش سرزد ہوتی ہے تو معلوم ہوا کہ کسی شخص کے لیے کسی انسان کے قول پر فتویٰ دینا یا اس کی رائے پر چلنا جائز نہیں تا وقتیکہ اس کو یہ نہ معلوم ہو کہ اس کا قول کس حجت پر مبنی ہے۔ ایک دوسرے بزرگ کا قول ہے کہ جس طرح قاضی تین قسم کے ہیں اور ان میں سے دو ناری اور ایک جنتی ہے، اسی طرح مفتی بھی تین قسم کے ہیں اور ان میں سے دو ناری ہیں اور صرف ایک جنتی ہے۔ قاضی اور مفتی میں فرق اتنا ہے کہ قاضی پر اس کے فیصلے کا الزام آتا ہے اور مفتی پر نہیں آتا۔

ابو ذرعہ عبدالرحمٰن بن عمر بصری نے ابو مسہر سے اور انہوں نے سعید بن عبدالعزیز سے اور انہوں نے اسماعیل بن عبیداللہ سے اور انہوں نے سائب بن یزید بن اخت نمر سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم لوگوں کی باتیں بہت بری اور تمہارا کلام

بہت خراب ہے تم آپس میں باتیں کرتے ہو تو کہتے ہو فلاں کا قول یہ ہے اور فلاں یہ کہتا ہے مگر کتاب اللہ کا ذکر کہیں نہیں آتا تم میں سے جو کھڑا ہونا چاہتا ہے وہ کتاب اللہ کو لیکر اٹھے ورنہ بیٹھا رہے"۔ دیکھو! حضرت عمر یہ بات اس زمانہ کے لوگوں سے کہہ رہے ہیں جو تاریخ میں بہترین دو سمجھا جاتا ہے۔ اگر آج وہ دیکھتے کہ لوگ کس طرح کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کو چھوڑ کر عمر و زید کی باتیں کرتے ہیں تو نہ معلوم وہ کیا فرماتے

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کمیل بن زیاد النخعی سے جو کچھ فرمایا تھا وہ بھی قابل غور ہے۔ یہ حدیث اہل علم میں اس قدر مشہور ہے کہ اس کی اسناد نقل کرنے کی بھی ضرورت نہیں آپ نے فرمایا اے کمیل! یہ دل گویا ظروف ہیں، اور ان میں بہترین ظرف وہ ہے جس میں بھلائی کے لیے زیادہ گنجائش ہو۔ لوگ تین طرح کے ہیں۔ ایک عالم ربانی دوسرا وہ متعلم جو نجات کے راستہ پر چلتا ہو تیسرے حشرات الارض جو ہر شور مچانے والے کے پیچھے چل پڑیں اور ہر بلند بانگ کے گرد جمع ہو جائیں۔ وہ نہ کبھی نور علم سے روشنی حاصل کرتے ہیں اور نہ کبھی کسی مضبوط بنیاد پر قائم ہوتے ہیں۔ پھر اپنے سینہ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا! آہ! اس میں جو علم ہے کاش مجھے اس کے لینے والے ملتے۔ مگر افسوس کہ مجھے یا تو وہ لوگ ملتے ہیں جو سمجھ تو رکھتے ہیں لیکن دین کو دنیا کے لیے آلہ بنانے والے اور اللہ کی کتاب پر حجتوں سے دست درازی کرنے والے اور اللہ کی نعمتوں کو اس کی نافرمانی میں استعمال کرنے والے ہیں۔ یا پھر ایسے لوگ ملتے ہیں۔ جو حق کے پرستار تو ہیں مگر بصیرت نہیں رکھتے۔ شک پہلا موقع پاتے ہی ان کے دلوں میں گھس جاتا ہے۔ وہ نہیں سمجھ سکتے کہ حق کہاں ہے۔ جب بولتے ہیں تو غلط بولتے ہیں۔ اور جب غلطی کرتے ہیں تو اپنی غلطی پر متنبہ نہیں ہوتے۔ وہ ان چیزوں میں مشغول رہتے ہیں جن کی حقیقت کو وہ نہیں جانتے۔ ایسے لوگ ایک فتنہ ہیں۔ سب سے بڑی بھلائی یہ ہے کہ اللہ کسی کو اپنے دین کی سمجھ عطا کرے اور انسان کے لیے بدترین جہالت یہ ہے کہ وہ اپنے دین کو نہ سمجھے۔

ابو البختری حضرت علی سے روایت کرتے ہیں کہ خبردار لوگوں کے طریقہ کو اپنے لیے سنت نہ بناؤ ایک شخص اہل جنت کا سا عمل کرتا ہے پھر وہ یکایک پلٹ جاتا ہے اور اہل دوزخ کے سے اعمال کرنے لگتا ہے اور اسی حال پر مر جاتا ہے۔ ایک دوسرا شخص اہل دوزخ کا سا عمل کرتا ہے، پھر اللہ اس کا دل پھیر دیتا ہے اور وہ اہل جنت کے سے عمل کرنے لگتا ہے، یہاں تک کہ اسی راہ میں اسے موت آتی ہے۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تم میں سے کوئی شخص اپنا دین کسی دوسرے شخص کے قبضہ میں نہ دے دے کہ اگر وہ مومن ہوا تو یہ بھی مومن ہوا اور اگر وہ کافر ہوا تو یہ بھی کافر ہو گیا۔ غلطی میں کسی کی بھی پیروی نہ کرنی چاہیے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا اہل علم گذر جائیں گے۔ پھر لوگ جاہلوں کو اپنا سردار بنا لیں گے اور وہ بغیر علم کے فتوے دینے لگیں گے۔ خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کر دیں گے۔

یونس بن عبد الاعلیٰ اپنے استاد سفیان بن عیینہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت ربیعہ سر جھکائے ہوئے رو رہے تھے۔ پوچھا گیا کہ رونے کا سبب کیا ہے۔ فرمایا ظاہر میں ریا ہے۔ اور باطن میں شہوات ہیں علماء کے سامنے لوگوں کا حال بچوں کا سا ہو گیا ہے جس چیز کو وہ حرام ٹھیرا دیتے ہیں وہ حرام ہو جاتی ہے اور جسے مشروع قرار دیتے ہیں وہ مشروع بن جاتی ہے۔

عبد اللہ بن المعتمر کہتے ہیں کہ حیوان منقاد اور انسان مقلد میں کوئی فرق نہیں۔ پھر وہ ابن وہب سے ایک حدیث نقل کرتے ہیں جس کو انہوں نے سعید بن ابی ایوب سے اور انہوں نے بکر بن عمر سے اور انہوں نے عمرو بن ابی نعیمہ سے اور انہوں نے مسلم بن یسار سے اور انہوں نے ابو ہریرہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کسی نے میری طرف سے ایسی بات بیان کی جو میں نے نہیں کہی ہے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں ڈھونڈھ لے۔ اور اگر کوئی اپنے بھائی سے مشورہ لے اور وہ اس کو بے جانے

پوچھے رائے دے دے تو گویا اس نے اپنے بھائی سے خیانت کی۔ اور اگر کوئی بغیر ثبوت کے فتویٰ دیدے تو جو لوگ اس کے فتوے سے غلطی سے مبتلا ہوں گے ان کا وبال اسی فتویٰ دینے والے پر ہوگا۔

یہ حدیث اس بات پر دلیل ہے کہ تقلیداً فتویٰ دینا حرام ہے، اس لیے کہ اس قسم کا فتویٰ بے ثبوت ہی ہے۔ ثبوت کے معنی بالاتفاق یہ قرار دیئے گئے ہیں کہ ایسی حجت جس سے حکم ثابت ہوتا ہو۔ پس جب کہ انسان کا قول حجت ہی نہیں ہے تو اس کی بنیاد پر جو فتویٰ ہوگا وہ بے ثبوت نہیں تو اور کیا ہوا۔

ابو عبداللہ بن خواز منداد البصری المالکی نے لکھا ہے کہ اصطلاح شرعی میں تقلید کے معنی ہیں کسی شخص کے قول کی طرف رجوع کرنا بغیر اس کے کہ اس کی حجت معلوم کی جائے۔ یہ شریعت میں ممنوع ہے۔ اور اتباع کے معنی ہیں کسی شخص کی حجت کو قبول کر کے اس کے قول کی پیروی کرنا۔ یہ فعل شرعاً جائز ہے۔ ایک دوسری جگہ یہی بزرگ لکھتے ہیں کہ جب تم نے کسی شخص کے قول کی پیروی اختیار کی بغیر اس کے کہ کوئی دلیل ایسی ہو جس کی بنا پر تم اس کی بات مان رہے ہو تو تم اس کے مقلد ہوے اور اللہ کے دین میں ایسی تقلید درست نہیں اور اگر تم کسی شخص کی دلیل سے مطمئن ہو کر اس کے قول کی پیروی کرو تو یہ اتباع ہے، اور اتباع شریعت میں درست ہے۔

محمد بن حارث نے سحنون بن سعید کے حالات میں خود سحنون سے یہ روایت نقل کی ہے کہ امام مالک اور عبدالعزیز بن ابی سلمہ اور محمد بن ابراہیم بن دینار وغیرہم اکثر ابن ہرمز کے پاس جایا کرتے تھے ابن ہرمز کا طریقہ یہ تھا کہ جب مالک اور عبدالعزیز کچھ پوچھتے تو وہ اُس کا جواب دیدیتے اور جب ابن دینار اور ان کے ساتھی کچھ پوچھتے تو وہ جواب نہ دیتے۔ ایک روز ابن دینار نے ان سے شکایت کی۔ انہوں نے جواب دیا کہ بھتیجے میں بڈھا آدمی ہوں۔ مجھے ڈر ہے کہ جس طرح میرے جسم میں انحطاط پیدا ہو گیا ہے ممکن ہے کہ میری عقل میں بھی ہو گیا ہو۔ مالک اور عبدالعزیز عالم اور فقیہہ ہیں میں سمجھتا ہوں کہ مجھ سے جو بات سنیں گے وہ اگر حق ہوگی تو قبول کریں گے اور اگر غلط ہوگی تو رد کر دیں گے۔

تم لوگوں سے مجھے اندیشہ ہے کہ جو کچھ میں کہوں گا اسے مانتے چلے جاؤ گے اس واقعہ کو نقل کرکے ابن حارث لکھتے ہیں کہ یہ ہے اہل حق کا طریقہ۔ نہ یہ کہ انسان جو کچھ ہذیان بکے اسے چاہے کہ لوگ اس طرح قبول کریں جیسے قرآن نازل ہو رہا ہے۔

تمام بزرگان سلف اور ائمۂ اربعہ کا یہی طریقہ تھا کہ وہ لوگوں کو خود اپنی تقلید سے منع کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہماری بات کو دلیل وحجت کے بغیر تسلیم نہ کرو۔

امام شافعی فرماتے ہیں کہ جو شخص علم کو حجت کے بغیر لیتا ہے اس کی مثال رات کے اندھیرے میں لکڑیاں چننے والے کی سی ہے کہ وہ لکڑیوں کو بغیر دیکھے بھالے اٹھاتا جاتا ہے اور اسے خبر نہیں کہ ان میں کہاں کوئی سانپ چھپا ہوا ہے جو اسے ڈس لے گا۔

ابوداؤد نے لکھا ہے کہ میں نے ایک مرتبہ امام احمد سے کہا اوزاعی تو مالک سے مقدم ہیں انہوں نے جواب دیا کہ "تم اپنے دین کو ان میں سے کسی کے بھی حوالہ نہ کرو۔ جو کچھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب سے ثابت ہو جائے اس کو قبول کرلو۔ ان کے بعد تابعین کے اقوال میں تمہیں اختیار ہے جسے چاہو قبول کرو اور جسے چاہو رد کردو۔

امام احمد نے تقلید اور اتباع میں فرق کیا ہے۔ ابوداؤد ان کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ اتباع یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب سے جو کچھ ثابت ہو اس کی پیروی کی جائے۔ بعد کے کسی شخص کا قول حجت نہیں ہے۔ نیز وہ فرماتے ہیں کہ تم نہ میری تقلید کرو نہ مالک کی نہ ثوری کی نہ اوزاعی کی بلکہ جہاں سے ہم نے لیا ہے۔ وہیں سے تم بھی لو۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ انسان کی ناسمجھی کی دلیل ہے کہ وہ اپنے دین کو اشخاص کے ہاتھ میں دیدے۔

بشر بن ولید نے امام ابو یوسف کا یہ قول نقل کیا ہے کہ کسی شخص کے لیے ہمارے قول کا اتباع جائز نہیں تا وقتیکہ وہ یہ نہ جان لے کہ ہم جو کچھ کہہ رہے ہیں کس بنا پر کہہ رہے ہیں۔